N-1

سلسلہ اشاعت نمبر ۴

حسن النظام فی تحقیق الامام

عرف لفظ امام کی شرعی تحقیق

[illegible] مفسر قرآن محدث کبیر
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

بر کا [illegible] ری کی ایجوکیشنل سوسائٹی
[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حُسنُ النِّظَامِ فِی تَحقِیقِ الاِمَامِ

عرف

لفظ امام کی شرعی تحقیق

شیخ التفسیر والحدیث، حضور فیض ملت

ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی

رضوی محدث بہاولپوری قدس سرہٗ

پیشکش

فیضِ ملت ریسرچ سینٹر

03352971866

faizemillatrc@gmail.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

امابعد! فقیر ابھی مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد بہاول پور میں پہنچا ہی تھا کہ عزیزم محمد ذیشان وعزیزم محمد فیصل توصیفی تشریف لائے اور یہ تڑپ لے کر پہنچے کہ اُویسی کی تصانیف کی اشاعت کریں۔ فقیر نے سردست انہیں دو رسالے پیش کر دیئے۔ عزیزوں کی دینی، اسلامی اشاعت کا جذبہ قابل صد ستائش ہے کہ اتنا طویل سفر صرف اشاعتِ اسلام کے لئے جس کا انہیں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ بے شمار اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور فقیر کی دلی دعا ہے کہ ان عزیزوں کی عمر و عمل میں برکت ہو، دنیا میں سرخروئی اور عزت کی زندگی بسر ہو اور آخرت میں اِنہیں اور سب کو شفاعت حبیب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نصیب ہو۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۲ شوال ۱۴۲۰ھ، ۳۰ جنوری ۲۰۰۰ء بروز اتوار

پیش لفظ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ

برادرانِ ملت شیعہ نے امامت کا مسئلہ اس لئے گھڑا تھا کہ کسی طرح نبوت کا عقیدہ ذہن سے اُتر جائے اور انبیاء کی شان کم ہو۔ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ پارٹی اپنے عقائد و مسائل کو بجائے قرآن مجید سے ثابت کرنے کے اپنے افسانے گھڑتے ہیں اور یہ نہ ہی قرآن مجید کو مانتے ہیں اور نہ ہی رسول خدا ﷺ کی حدیثیں کو، جو کہ غیر معصومین سے منقول ہیں۔ اس لئے وہ یہ حدیثیں نہیں لیتے کہ پھر غیر معصومین کا اتباع بھی کیا جائے اور غیر معصومین کی نقل کی ہوئی روایات بھی لی جائیں مگر رسول کی نہیں بلکہ ائمہ کی اور وہ بھی ائمہ کی نہیں ہیں بلکہ من گھڑت افسانے ہیں۔ بہر کیف اب ہم یہ دِکھانا چاہتے ہیں کہ لفظ امام کے جو معنی شیعوں نے گڑھے ہیں قرآن مجید میں کہیں سے ان کا ثبوت نہیں ملتا۔

قرآن مجید میں ایک دو جگہ نہیں بارہ جگہ لفظ امام کا استعمال ہوا ہے مگر ان مقامات پر کہیں بھی امام کا وہ مفہوم نہیں جو شیعوں کا گھڑا ہوا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ امام کے جو معنی اور اس کی ضرورت شیعہ بیان کرتے ہیں وہ سب ان کی خانہ ساز ہے قرآن مجید میں ان کا ثبوت نہیں ملتا۔

جب اس کا ثبوت قرآن مجید میں نہیں تو لازماً ماننا پڑا کہ مسئلہ امامت شیعہ کا خانہ ساز ہے۔

ہاں مسئلہ خلافت کا ذکر قرآن مجید میں ہے لیکن جیسے قرآن مجید کا منشاء ہے شیعہ اس کے خلاف چلتے ہیں۔ اس سے یقین کیجئے کہ بانیانِ مذہبِ شیعہ کا اصلی مقصد دین اسلام کو مسخ کرنا تھا اسی لئے وہ مسلمانوں کے لباس میں آ کر اپنی کاروائیاں کر رہے تھے لٰہذا اُنہوں نے

ایک طرف تو قرآن کو مُحرَّف[1] کہنا شروع کیا دو ہزار سے زیادہ روایتیں قرآن میں ہر قسم کے تحریف کی تصنیف کرلیں اور دوسری طرف قرآن کو معمہ اور چیستان[2] مشہور کیا۔ تیسری طرف تمام صحابہ کرام کو کاذب قرار دیا تاکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے معجزات اور تعلیمات جو صحابہ کرام سے منقول ہیں قابلِ اعتبار نہ رہیں اور چوتھی طرف یہ کاروائی کی کہ رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد بارہ شخص آپ کے مثل معصوم اور مُفۡتَرَضُ الطاعَۃ[3] تجویز کئے اور ان کے اختیارات یہ بیان کئے کہ

فھم یحلون ما یشاؤون ویحرمون ما یشاؤون۔[4]

یہ ائمہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں۔

تاکہ مسلمانوں کو رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے اِسۡتِغۡنا[5] ہو جائے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بانیانِ مذہبِ شیعہ کے اصل مقصود کو آشکارا کر رہی ہیں کہ ان کا اصلی مقصد دین حق کو مسخ کرنا ہے اور بس۔ ان کے اصلی چہرے کو پھر غور سے دیکھئے کہ جس کتاب سے دین حاصل ہوا تو وہ ان کے نزدیک مُحرَّف اور جن صحابہ سے دین ملا وہ کافر یا کم از کم نہ مومن نہ کافر تو پھر ان کا کیا اعتبار۔ چنانچہ شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو نے لکھا ہے کہ

---

1 بدلہ ہوا، تحریف کیا گیا

2 پہیلی

3 جس کی اطاعت اور پیروی از روئے شرع لازم ہو

4 الکافی الکلینی، کتاب الحجۃ، ابواب التاریخ، باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ، صفحہ279، المطبع العالی نولکشور

5 بے پروائی

"مذہب شیعہ نہ تو جناب ابو بکر و عمر کو مشرک سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کے پیروکاروں کو، ہاں البتہ یہ درست ہے کہ خلافت و امامت کے عہدہ جلیلہ کے لئے جس ایمانِ کامل کی ضرورت ہے وہ ان حضرات کو اس طرح کا مومن کامل نہیں سمجھتا"[6]

یہ بھی عجیب مسئلہ ہے کہ نہ کافر کہتے ہیں اور نہ مومن اور جب خلفائے ثلثہ شیعہ مذہب کی رو سے مومن نہیں العیاذ باللہ تو سنی مسلمان ان کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت عثمان ذوالنورین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو خلیفہ برحق اور قطعی جنتی مانتے ہیں۔

یہی مولوی محمد حسین ڈھکو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے متعلق لکھتا ہے کہ

"باقی رہا مولف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے؟ مگر اس سے اس کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا"[7]

اس پر مزید تفصیل فقیر کی تصنیف "چشمہ نورافزا" کا مطالعہ کیجئے۔ اس رسالہ میں تو صرف لفظ امام کی تحقیق مطلوب ہے۔ وہ فقیر اپنی استطاعت پر چند سطور ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

۱۵ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ، ۲۴ اگست ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک

---

6 تجلیاتِ صداقت بجواب آفتابِ ہدایت، صفحہ 383، ناشر عباس بک ایجنسی درگاہ حضرت عباس، رستم نگر لکھنؤ (انڈیا)

7 تجلیاتِ صداقت بجواب آفتابِ ہدایت، صفحہ 546، ناشر عباس بک ایجنسی درگاہ حضرت عباس، رستم نگر لکھنؤ (انڈیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدالله الذی ارسل الانبیاء والمرسلین لهدایة الناس والعالمین ورضیهم قدوة فی الاسلام والدین والصلوة والسلام علی حبیبه الذی خاتم النبین وعلی اله و صحبه الذین جعلهم ائمة وجعلهم الوارثین وعلی من تبعهم الی یوم الدین

امابعد! فقیر اُویسی غفرلہ نے شیعہ مذہب میں لفظ امام کا خوب چرچا پڑھا، سنا۔ یقین کیجئے کہ ان کے عقائد کا اصل سرچشمہ بھی امامت ہے۔ اگر اہل انصاف صرف سمجھ لیں تو بچشم بصیرت واضح اور روشن تر از شمس دیکھ لیں گے کہ واقعی شیعہ کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک افسانہ ہے جسے افسانہ نگار محض ڈرامہ بناکر دکھاتا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے فقیر یہ دِکھانا چاہتا ہے کہ لفظ امام کے معنی قرآن شریف میں کیاہیں اور شیعوں نے کیا گڑھے ہیں اور شیعوں کا اصلی مقصد اس ایجاد سے کیا ہے؟

«شیعہ کا امام»

شیعہ کہتے ہیں کہ مسئلہ امامت اُصول دین میں ہے اور اس مسئلہ کی ایجاد پر ان کو اس قدر ناز ہے کہ اگر ان کو امامیہ کہا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔

«سنی کا امام»

اہلسنّت کہتے ہیں کہ شیعوں کا مفروضہ مسئلہ امامت دین الٰہی کی سخت ترین بغاوت ہے کہ یہ لوگ ائمہ کو معصوم مانتے ہیں اور انہیں انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام پر ترجیح دیتے ہیں لیکن سنی کے نزدیک یہ ہے جو نبی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا غلام ہے وہ ہمارا امام ہے۔

«««فائدہ»» یاد رہے کہ شیعہ مسئلہ امامت کی ضرورت کو بڑی طمع سازی کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو دِکھاتے ہیں کہ اُنہوں نے بڑی احتیاط سے دینداری کو اختیار کیا ہے حالانکہ اسلام میں نظریہ امامت بمطابق مذہب شیعہ کو کوئی گنجائش نہیں ہاں خلافت ایک اسلامی مسئلہ مسلم ہے۔

«««مقدمہ»»

امام کالغوی معنیٰ ''الامام اسم مایؤتم بہ'' امام جس کی اقتداء کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ

میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔[8]

یعنی آپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کو لوگ اپنا مقتداء سمجھ کر ان کی پیروی کریں اور کتاب کو بھی امام کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ کتابِ الٰہی میں جو احکام مذکور ہوں گے ان کی اقتداء کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ

جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔[9]

اور فرمایا

وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔[10]

---

8 بقرہ:1/124

9 بنی اسرآءیل:17/71

یعنی لوحِ محفوظ ہے اور وہ بھی ایک کتاب ہے اور راستے کو بھی امام کہتے ہیں اس لئے کہ مسافر اس کی اقتداء کرتا ہوا منزلِ مقصود تک پہونچتا ہے اور "مطمر البناء امام وھو الزیج" یعنی وہ دھاگہ جسے تعمیر کرنے والا مستری مکانات بنانے میں استعمال کرتا ہے، کو بھی امام کہتے ہیں، وہ (فارسی لفظ) کا معرب ہے۔[11]

«اطلاق لفظ امام کہاں»

اسی مناسبت سے ہم اہلسنّت ہر ذی قدر علمی فہمی شخصیت کو امام کہا کرتے ہیں جیسے امام ابوحنیفہ، امام حسن بصری، امام سیبویہ اور امام بخاری وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ جو بھی نیکی کی رہبری کرے ہمارا امام ہے۔ یہاں تک کہ نماز پڑھانے والے کو ہم امام کہا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

«ازالۂ وھم» شیعہ کے نزدیک چونکہ امام کا مرتبہ اور شان نبی سے بھی بڑھ کر ہے اسی لئے ایسے اطلاق پر عوام اہلسنّت کو بہکاتے ہیں کہ دیکھو تمہارے امام یہ ہیں وہ ہیں اور ہمارے امام تو صرف اور صرف اہل بیت کے چشم وچراغ اور ساداتِ کرام ہیں اور بس۔ یہ ان کی چالاکی وعیاری ہے ورنہ قرآن مجید اور احادیث میں اس کا تقدس مذکور ہوتا حالانکہ قرآن مجید میں کفار کے لیڈروں تک "اَئِمَّةَ الْكُفْرِ" کا اطلاق فرمایا گیا ہے۔ تفصیل آتی ہے ان شاءاللہ تعالیٰ

---

10 یٰسٓ:36/12

11 تفسیر روح البیان. سورة الحجر. الجزء الرابع. صفحة482. دار الفکر بیروت

«««شیعہ کا مؤقف»»»

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اگر انہیں کا مثل کوئی معصوم دنیا میں موجود نہ ہو اور رسول کی طرح اس کی اطاعت لوگوں پر فرض نہ ہو تو لوگوں کو ہدایت کس سے حاصل ہو گی۔ غیر معصوم کی اتباع میں سوائے گمراہی کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ غیر معصوم سے ہر وقت خطا کا صادر ہونا ممکن ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ رسول کے بعد ہر زمانے میں قیامت تک ایک معصوم مُفْتَرَضُ الطاعۃ دنیا میں موجود رہے تا کہ سعادت مند لوگ اس سے دین حاصل کریں اور خدا کی حجت بندوں پر قائم رہے۔ اسی معصوم مُفْتَرَضُ الطاعۃ کو جو ہر صفت میں رسول کا مثل ہے، امام کہتے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد قیامت تک کے لئے خدا کی طرف سے بارہ امام مقرر ہو چکے ہیں اور بارہویں امام پر دنیا کا خاتمہ ہے۔

«««اھلسنّت کا مؤقف»»»

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہدایتِ خلق اور بندوں پر حجت قائم رکھنے کے لئے دو چیزیں کافی ہیں جو قیامت تک موجود رہیں گی۔ قرآن اور سنت یہی دو ثقلین ہیں جن کے اتباع کا رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ حکم دے گئے اور فرما گئے کہ ان کے اتباع کرنے سے ہر گز گمراہی تم میں نہ آئے گی اور یہ بھی فرما گئے کہ یہ دونوں چیزیں قیامت تک دنیا میں موجود رہیں گی لہٰذا آپ کے بعد نہ کسی کو آپ کا مثل اور معصوم مُفْتَرَضُ الطاعۃ ماننے کی ضرورت ہے اور نہ کسی غیر معصوم کے اتباع کی حاجت۔

«« قاعدہ »» یہ بھی ضروری ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو شاہانہ اقتدار کے ساتھ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا نائب بن کر دین کے ان مہمات کو انجام دیتا رہے جن کی انجام دہی بغیر شاہانہ اقتدار کے نہیں ہو سکتی مگر اس شخص کے معصوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ رسول کی طرح دین کا ماخذ نہیں۔ قرآن و سنت کی پیروی جس طرح اور مسلمانوں پر فرض ہے بالکل اسی طرح اس شخص پر بھی ہے دین میں ذرہ برابر تغیر و تبدل کرنے کا اس شخص کو اختیار نہیں۔ نہ حرام کو حلال کر سکتا ہے اور نہ حلال کو حرام۔ اس شخص کی اطاعت بھی صرف اِنہی باتوں میں ضروری ہے جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو جیسا کہ آیت ''اُولِی الْاَمْرِ'' میں اس کو صاف ارشاد فرمایا ہے اسی شخص کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔

«« قاعدہ »» خلیفہ یا امام کا انتخاب بھی اُمت کے ذمہ ہے بالکل اسی طرح جیسے امامِ نماز کا تقرر مقتدیوں کے ذمہ ہے۔ اگر اُمت کسی نااہل شخص کو خلافت کے لئے انتخاب کرے تو گنہگار ہوگی جس طرح مقتدی کسی نااہل کو امام بنا لینے سے گنہگار ہوتے ہیں۔

«« فائدہ »» اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ وہابی، دیوبندی، مرزائی وغیرہ بد عقیدہ امام بنانا گناہ ہے جو ان کے بد عقائد کو معلوم کر لینے کے باوجود بھی ان کو امامت سے نہیں ہٹاتے وہ سخت مجرم ہیں قیامت میں ان سے سخت محاسبہ ہوگا کہ معمولی سی غفلت سے بیشمار نمازیوں کی نمازیں برباد ہوئیں اور اس بد عقیدہ کی بُری صحبت وغیرہ سے لوگ بد عقیدہ ہوئے۔ ایسے ہی داڑھی منڈے اور قبضہ سے کم رکھنے والے اور دیگر فساق ائمہ و حفاظ کو امامت پر کھڑا کرنے والے یا انہیں امامت سے نہ ہٹانے والے گنہگار ہوتے ہیں۔

«« اُصولِ شیعہ »»

شیعہ مذہب میں امامت کا ماننا اُصول دین سے ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) مذہب اثنا عشری دینیات کی پہلی کتاب ۱۹۲۷ء صفحہ 16 پر اُصول دین کے تحت لکھا ہے کہ جو خدا کو وحدہ لاشریک اور عادل نہ جانے، محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنا نبی نہ سمجھے، بارہ اماموں کی امامت کا قائل نہ ہو اور قیامت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو کافر ہے مسلمان نہیں۔

(مطبوعہ کتب خانہ اثنا عشری موچی دروازہ، لاہور)

«« فائدہ »» اس کتاب پر مشہور شیعہ مجتہد علامہ حائری لاہوری اور مرزا احمد علی امرتسری کی بھی تقریظ درج ہے۔ شیعہ مذہب کے رئیس المحدثین ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق مصنف من لایحضرہ الفقیہ نے اپنی کتاب اعتقادات میں لکھا ہے

واعتقادنا فیمن جحد امامة أمیر المؤمنین علی والأئمة من بعدہ علیهم السلام أنه بمنزلة من جحد نبوة جمیع الأنبیاء علیهم السلام۔[12]

ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ جو شخص حضرت امیر المؤمنین علی اور دیگر ائمہ طاہرین کی امامت و خلافت کا منکر ہے وہ بمنزلہ ایسے شخص کی مانند ہے جس نے تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہو۔

«« نتیجہ »» اس سے لازم آیا کہ جو شخص عقیدۂ امامت نہ مانے وہ اسی طرح غیر مسلم اور کافر ہے جو توحید اور نبوت کو نہیں مانتا کیونکہ مذکورہ عبارت میں امامت کو توحید و نبوت وغیرہ کی طرح اُصول دین میں شامل کیا گیا ہے حالانکہ سوائے شیعہ کے اُمت مسلمہ میں

---

12 الاعتقادات. باب الاعتقاد فی الظالمین. صفحہ ۳۲۱. مؤسسة الامام الهادی قم ایران

سے کوئی بھی اس طرح کے عقیدۂ امامت کا قائل نہیں ہے لیکن شیعہ نہ ماننے والوں کو کافرو مرتد سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خوارج کی طرح یہ فرقہ اپنے سوا باقی تمام اُمت کو یہاں تک کہ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بہت سے افراد کو بھی کافر اور بے ایمان کہتے ہیں۔

جانبین کے دلائل اور جوابات آگے چل کر عرض کروں گا۔ یہاں یہ دِکھانا ہے کہ لفظ امام قرآن مجید میں کن معنوں میں آیا ہے۔

باب اول

«‹آیتِ قرآنی›»

فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾[13]

ترجمہ: تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آجائیں۔

«‹فائدہ›» اس آیت میں حق تعالیٰ نے کافروں کے سرداروں کو امام فرمایا بوجہ اس لیے کہ وہ کافروں کے پیشوا تھے، کافر لوگ ان کی اتباع کرتے تھے۔ ہمارا شیعوں پر سوال ہے کہ اگر لفظ امام اتنا مقدس ہے جتنا تم نے بنا رکھا ہے کہ لفظ نبی سے بھی بڑھ کر ہے تو پھر کفر پر اس کا اطلاق کیوں؟ کیا لفظ نبی کا اطلاق کبھی کفر پر آیا ہے مثلاً "**انبیاء الکفر**" کہا جاسکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ لفظ امام مخصوص اصطلاح نہیں بلکہ گروہی اور من گھڑت افسانہ ہے۔

---

13 توبہ:12/9

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ(۴۱)[14]

ترجمہ: اور انہیں ہم نے دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ ہو گی۔

«««فائدہ»» آیت میں ائمہ سے مراد فرعون اور اس کی قوم کے سردار ہیں جن کا پہلے ذکر ہے لیکن رسالہ "عکس چمن" کے سرورق پر آیت مذکورہ مع ترجمہ یوں لکھی ہے

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ(۴۱)

دنیا میں امام دو طرح کے ہوتے ہیں کچھ وہ جو خود جنت میں جاتے ہیں اور اپنی پیروی کرنے والوں کو بھی جنت میں لے جاتے ہیں اور کچھ وہ امام جو خود دوزخ میں جاتے ہیں اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی دوزخ کا راستہ دکھاتے ہیں۔

(رسالہ عکس چمن کراچی محرم کے ایڈیشن سرورق پر ایڈیٹر کا نام سیّد ریاض حیدر نقوی لکھا ہے)

«««تبصرۂ اُویسی»» شیعوں سے فقیر کا سوال ہے کہ جب لفظ امام کا مرتبہ نبی سے بھی اُونچا ہے تو فرعون اور اس جیسے اور بدبختوں پر اس کا اطلاق کیوں، کیا لفظ نبی کا اطلاق کسی کافر کے لئے آیا ہے؟

جب لفظ نبی مقدس ہے تو اس پر کافروں کے لیڈروں کا اطلاق نہیں ہوا تو امام پر نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے تو لازم آیا کہ

این ہمہ آوردۂ تست[15]

---

14 قصص:28/41

15 یہ سب تیرا ہی لایا ہوا ہے۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً

اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (یعنی توریت) پیشوا اور رحمت۔

(یہ آیت دو جگہ ہے۔ اول سورہ ہود بارہویں پارہ[16] میں دوسرے سورۂ احقاف چھبیسویں پارے میں)[17]

«« فائدہ »» اس آیت میں خدا نے کتاب کو امام فرمایا اس لئے کہ وہ لوگوں کی پیشوا ہے لوگ اس کا اتباع کرتے ہیں۔

«« شیعہ کے ایک اعتراض کا جواب »»

شیعہ ہمیشہ حدیث "من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ"[18] پیش کر کے عوامِ اہلسنّت کو پریشان کرتے ہیں کہ ہمارا امام زمان تو ہے (یعنی ڈرپوک اور چھپا ہوا امام جعلی وخیالی مہدی) اور تمہارا امام کون اور کہاں تو ہم انہیں بہت سے جوابات میں سے ایک جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ امامِ زمان سے آسمانی کتاب مراد ہو اور مطلب حدیث کا یہ ہو کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام یعنی اپنے زمانہ کی کتاب اللہ کو نہ پہچانتا ہو یعنی اس پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور کتاب پر امام کا اطلاق اس آیت میں ہوا ہے کہ امام سے تورات مراد ہے۔ پھر جب ان کی پیش کردہ دلیل "من لم یعرف الخ" محتمل ہے تو دعویٰ ثابت نہ ہوا کیونکہ علم مناظرہ کا مسلم ضابطہ ہے

---

16 ھود:11/17

17 احقاف:46/12

18 وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة . کتاب الأمر والنهی. باب تحریم تسمیة المهدی وسائر الائمة وذکرهم وقت التقیة وجواز ذلک مع عدم الخوف. رقم الحدیث21475. الجزء صفحه246 . مؤسسة آل البیت لاحیاء التراث قم ایران

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال[19]

وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٩﴾ [20]

باتحقیق وہ دونوں بستیاں امام مبین یعنی شارع عام پر ہیں

««فائدہ»» دو بستیوں پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا ان کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اس آیت میں سڑک کو اللہ تعالیٰ نے امام فرمایا اس لئے کہ مسافر اس کا اتباع کرتے ہیں۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا۔ [21]

اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔

««فائدہ»» اس آیت میں حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ کو امام فرمایا۔ شیعوں کے معنی یہاں بھی نہیں ہیں یہاں امامت بمعنی نبوت ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ [22]

اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

---

19 جب احتمال آ گیا تو استدلال باطل ہو گیا

20 حجر:15/79

21 انبیاء:21/73

22 فرقان:25/74

«««فائدہ»» اس آیت میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ ترغیب دی ہے کہ تم ہم سے یہ دعامانگا کرو۔ اس دعامیں اپنے لئے امامت کی درخواست بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ شیعوں کے مفروضہ معنی کی بناء پر اپنے لئے امامت کی دعامانگنا اسی طرح ناجائز ہے جس طرح اپنے لئے نبوت کی درخواست کرنا۔ لہٰذا یہاں بھی امامت سے مطلق پیشوائی ہے شیعوں کی اصطلاحی امامت مراد نہیں۔

««لطیفہ»» آیت مذکورہ میں بندوں کی دعامیں مذکور ہے کہ واقع ہے کہ وہ اپنی ذریات وازواج کے لئے دعامانگیں کہ وہ امام بن جائیں اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا رد نہیں کرتا اور وہ ایسی دعا کا حکم نہیں فرماتا جو اس کے قانون کے خلاف ہو۔ اس سے شیعہ کا خوب رد ہوا اور مسلک اہلسنّت کی کھلے الفاظ سے تائید ہوئی کیونکہ شیعوں کے نزدیک عورت امام نہیں ہو سکتی اور امام صرف بارہ ہیں اور آیت پر غور فرمائیں کہ اس میں عورتوں اور بچوں کو اور دنیائے اسلام کے تمام نیک لوگوں کو امام بتایا گیا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ لفظ امام صرف ائمہ اثنا عشر سے مخصوص نہیں یہ عام ہے خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی اور وہ چھوٹا ہو یا بڑا وغیرہ وغیرہ۔

«««شیعہ کو جب مشکل آن پڑی»»»

اس آیت میں شیعوں کو بڑی مشکل نظر آئی کہ امامت تو ایک ایسی چیز ہو جاتی ہے جس کی ہر شخص تمنا کر سکتا ہے بلکہ کرنی چاہیے لہٰذا اُنہوں نے فوراً امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام سے ایک روایت گھڑلی۔ وہ یہ ہے

وقرئ عند ابي عبداللہ علیه السلام (والذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین إماما) فقال قد سألوا اللہ عظیما ان یجعلهم

للمتقين أئمة ! فقيل له كيف هذا يا بن رسول الله؟ قال انما انزل الله " الذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعل لنا من المتقين إماما۔ [23]

امام جعفر کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی توامام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے بڑا سوال کیا کہ انہیں متقیوں کا امام بنایا جائے توان سے پوچھا گیا اے ابن رسول یہ آیت کس طرح نازل ہوئی تھی ؟امام نے فرمایا یہ آیت اس طرح تھی "**واجعل لنا من المتقين إماما**"یعنی متقیوں میں سے ایک امام ہمارے لئے بنا ہے۔

«« یک نشد دو شد »»

شیعوں سے میرا سوال ہے کہ بتاؤ یہ قول جعفری صحیح ہے۔اگر جواب دیں کہ صحیح ہے توپھر اہلسنّت سچ کہتے ہیں کہ تم شیعہ موجود قرآن کو نہیں مانتے۔اگر جواب دیں کہ یہ قول من گھڑت ہے توپھر الحمدللہ ہم حق بجانب ہیں کہ شیعہ مذہب ایک افسانہ ہے کہ جی آیا تو بات بنالی اور پھر بوقت ضرورت اس کا انکار بھی کر دیا۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝٥ [24]

اورہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں اوران کو پیشوا بنائیں اوران کے مِلک ومال کا انہیں کووارث بنائیں۔

23 تفسیر القمی، سورۃ الفرقان، آیت74، الجزء2، صفحۃ117، مؤسسۃ دار الکتاب قم ایران

24 قصص:28/5

«فائدہ» آیت میں بنی اسرائیل (قومِ موسیٰ علیہ السلام) کو امام بنانے کی خوشخبری ہے اور نہ صرف خوشخبری بلکہ بنا کر دکھایا کہ تمام ملک مصر وغیرہ ان کے قبضہ میں دے دیا۔ ثابت ہوا کہ امام کا لفظ مطلق پیشوائی کے لئے بھی آیا ہے خواہ پیشوائی دینی ہو یا دنیوی۔ یہاں دنیوی پیشوائی مراد ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے فرعون کے بعد ہوا کہ فرعون اور فرعونیوں کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل ان کے تمام املاک واسباب کے مالک ہوئے اور دنیا نے دیکھا کہ فرعون کے بعد بنی اسرائیل نے کس طرح اس پیشوائی کو نبھایا۔ سو اس پیشوائی (امامت) کو عقیدۂ امامت شیعہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر وہ اسے اپنا عقیدہ سمجھتے ہیں تو ہم ان کو مبارک باد پیش کرنے کو تیار ہیں۔

وَجَعَلۡنَا مِنۡهُمۡ اَئِمَّةً يَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا لَمَّا صَبَرُوۡا ۖؕ وَكَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۲۴﴾[25]

ترجمہ: اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جبکہ اُنہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے۔

«فائدہ» آیت میں بنی اسرائیل کا بیان ہے اور امام سے نبی مراد ہے۔ اس لئے کہ احکام خداوندی کی ہدایت کرنا انبیاء عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کا کام ہے۔ پھر اسی مضمون میں آگے بتایا گیا ہے کہ یہ ائمہ یعنی انبیاء وہ ہیں جنہیں وحی کا نزول ہوتا ہے تو یہ قرینہ بتاتا ہے کہ یہاں امامت بمعنی نبوت ہے۔

25 سجدۃ: 32/24

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۛ وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾[26]

ترجمہ: بیشک ہم زندہ کرتے ہیں مُردوں کو اور تمام کاموں کو لکھتے ہیں جو لوگوں نے آگے بھیجے اور ان کی پیچھے چھوڑی ہوئی چیزوں کو اور ہر چیز کو ہم نے ایک روشن امام یعنی کتاب (لوح محفوظ) میں گھیر دیا ہے۔

«« فائدہ »» آیت میں لفظ امام کا اطلاق کتاب پر آیا ہے لیکن یہاں کتاب سے یا لوح محفوظ مراد ہے یا اعمالنامہ، جیسے دوسری آیت سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے۔ فرمایا

وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳﴾[27]

اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک صاف بتانے والی کتاب میں ہے

لوح محفوظ کا امام ہونا ظاہر ہے اور اعمالنامہ اس لئے کہ وہ ایک قسم کا پیشوا ہے اور اسی کے مطابق انسانی جزا و سزا کا فیصلہ ہو گا۔

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ[28]

جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

«« تبصرۂ اُویسی »» آیت میں لفظ امام کے کئی وجوہ بتائے گئے ہیں۔ ان میں ایک وجہ امام بمعنی نبی (عَلَیْهِ السَّلَام) ہے۔

---

26 یٰسٓ: 36/12

27 سبا: 34/3

28 بنی اسرآءیل: 17/71

«««رسول امام»»»

ہر قوم کا نبی اپنی قوم کا امام ہوتا ہے کیونکہ قیامت میں ہر اُمت اپنے پیغمبر کے ساتھ بلائی جائے گی۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾[29]

اور ہر امت میں ایک رسول ہوا جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ان پر ظلم نہ ہوتا۔

(۲) امام ہدایت وضلالت یعنی مرشدان کرام اور گمراہوں کے لیڈر۔

(۳) اعمال نامہ وغیرہ وغیرہ۔

ان معانی پر امام کا اطلاق بھی شیعوں کی اصطلاحِ مخصوص کی تردید کرتا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾[30]

اور جبکہ ابراہیم کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور ابراہیم نے ان باتوں کو پورا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی (کچھ لوگوں کو امام بنا) اللہ نے فرمایا کہ میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔

---

29 یونس:10/47

30 بقرۃ:2/124

«««فائدہ»»» اس آیت میں یہ بیان ہے کہ حضرت ابراھیم عَلَيْهِ السَّلَامُ امتحان خداوندی میں کامیاب ہوئے تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام بنانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابراھیم نے اپنی اولاد کو بھی اس نعمت میں شریک کرنا چاہا تو حق تعالیٰ نے ان کو خبر دی کہ تمہاری اولاد میں ظالم اور عادل دونوں قسم کے لوگ ہوں گے ظالموں کو یہ نعمت نہ ملے گی۔

«««ازالۂ وھم»»» شیعوں نے اس آیت میں بہت ہاتھ پیر مارے ہیں اور سعی خام کی کہ صحابہ ثلاثہ امامت کے لائق نہ تھے اس لئے کہ (معاذاللہ) وہ ظالم تھے۔ حالانکہ یہ ان کا دعویٰ بلادلیل ہے اس لئے کہ آیت کا مضمون خود بتاتا ہے کہ امام سے مراد یہاں نبی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراھیم عَلَيْهِ السَّلَامُ کو ان کی قوم کا نبی بنایا نہ کہ شیعہ کا اصطلاحی امام اور اسی نبوت کی حضرت ابراھیم عَلَيْهِ السَّلَامُ نے اپنی اولاد کے لئے درخواست کردی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ایسی امامت یعنی نبوت ظالموں کو نہیں ملتی اور ظاہر ہے کہ نبوت ایک اعلیٰ عہدہ ہے اسی لئے اس کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے لیکن نبوت کے علاوہ عصمت کا عقیدہ صرف اور صرف شیعوں کا ہے اور بس۔ اس آیت کے مزید جوابات فقیر کی کتاب ”احسن التحریر“ میں دیکھئے۔

«««استدلال از حقیقتِ حال»»»

مذکورہ بالا آیات کہ جن میں لفظ امام واقع ہے کسی جگہ بھی شیعوں کے مفروضہ معنی نہیں بنتے۔ ان آیات میں امام مطلق پیشوا کے معنی میں ہے خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا۔ نبیوں پر بھی یہ لفظ بولا گیا ہے اور کافروں بدکاروں پر بھی لیکن شیعوں نے لفظ امام کو دیکھ کر مطلب براری کے لئے ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار کر اپنا جی بہلا لیا۔ ورنہ یہ عقیدہ جتنی اہمیت (عند الشیعہ)

رکھتا ہے چاہیے تھا کہ اس کے لئے نصوص قطعیہ کا انبار ہوتا لیکن یہاں ایک آیت صریح تو بجائے خود اس کا اشارہ و کنایہ بھی نہیں ملتا۔

ہاں اہلسنّت کے نزدیک نبوت توحید کے بعد بہت بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس کے لئے قرآن مجید کو شروع سے آخر تک پڑھیئے تو سینکڑوں نصوص ملیں گی اور پھر اس کی اتباع و اطاعت پر بہت بڑا زور لگایا گیا ہے اس کے منکر کو سخت سے سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں اس کی اتباع و اطاعت پر بہترین اور اعلیٰ مراتب اور جزا و ثواب کے وعدے ہیں بلکہ اس کی اطاعت کو عین توحید بتایا گیا۔ اس کی تعظیم و تکریم اس کی محبت و عقیدت عین محبت الٰہی کہا گیا بلکہ قرآن مجید ببانگ دہل شہادت دے رہا ہے کہ

اگر اس میں ہو کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

وضاحت کے لئے چند آیات ملاحظہ ہوں

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ۔[31]

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ‌ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝٣٢[32]

تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ۔[33]

---

31 آل عمران:3/31

32 آل عمران:3/32

33 النساء:4/69

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ۔[34]

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

غرضیکہ قرآن مجید اطاعتِ رسول پر بڑا زور دیتا ہے۔ بخلاف امام کے کہ اس کے لئے ایک آیت بھی صریح نہیں کہ جس کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہو۔ قرآن مجید میں ہر جگہ رسول (علیہ السلام) کی اطاعت کا حکم ہوا ہے۔ انہیں کے امر و نواہی کو واجب الاتباع قرار دیا گیا ہے۔ انہیں کی اطاعت کو فوز عظیم اور وعدۂ جنت ہے قبر سے حشر تک انہیں کے متعلق سوال ہو گا۔

«« دعوتِ فکر »»

شیعہ مذہب میں امام کا مرتبہ نبی سے افضل و اعلیٰ گردانا گیا ہے لیکن قرآن مجید میں سوائے رسول کے کسی کو واجب الاطاعۃ و لازم اتباع نہیں فرمایا۔ اگر ہے تو وہ بھی ان کے متبع ہونے کی حیثیت سے۔ ہمارا سوال ہے شیعہ کس دلیل سے امام کو نبی کے آگے بڑھاتے یا کم از کم ان کے برابر اسلام کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ صاحبِ فہم و فکر ان کے اس دعویٰ کو دیوانہ کی بڑہی تصور کر سکتا ہے۔

«« انتباہ »» قرآن میں رُسل کرام کی اطاعت کے متعلق دو سو آیات ہیں۔ ہمارا چیلنج ہے کہ قرآن مجید میں اماموں کے متعلق دس بیس آیتیں نہ سہی ایک ہی آیت دِکھادیں جس میں حکم ہو کہ یہ بارہ ائمہ انبیاء عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کی طرح واجب الاطاعت ہیں۔

---

[34] النساء:4/80

«سوال» اللہ تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت فرض فرمائی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۠ ﴿۵۹﴾ [35]

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ وقیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔

«جواب» آیت میں خدا نے رسول کی اطاعت کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے تو اس کے ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اگر تم میں اور اولوالامر میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اس کا فیصلہ خدا اور رسول سے کراؤ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اولو الامر کی اطاعت اُسی وقت تک ہے جب تک وہ کوئی حکم خلافِ شریعت نہ دے۔

«تائید سنی»

اگر کوئی اس آیت کو بنگاہِ انصاف دیکھے تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی آیت اہلسنّت کی موید ہے کیونکہ اہلسنّت نے کہا کہ خلفاء راشدین رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کے جانشین ہیں کہ اُنہوں نے ملک وملت کے اسی پیمانہ کو سامنے رکھ کر خدمت اسلام کی بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو اسی پیمانہ پر صحیح اُترتا ہے اولی الامر (امام وقت) ہے اگر سر مُوہٹ کر ملک وملت کی گدی سنبھالتا ہے تو دین کا ڈاکو اور اسلام کا باغی ہے۔ یہی سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ و دیگر ائمہ اہل

35 النساء:4/59

بیت کا منشور تھا جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جس حاکم کو صحیح دیکھا اُنہوں نے سر تسلیم خم کیا جس میں خامی دیکھی تو سر قلم کرادیا لیکن سر خم نہ کیا۔

«««راز سربستہ کا انکشاف»»»

اگر شیعہ کے پاس اس کا جواب نہ ہو تو فقیر اُویسی عرض کردے کہ شیعہ کے ائمہ کی اطاعت کا حکم ایک مخفی راز تھا جو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا قرآن میں درج ہوتا تو سربستہ راز کھل جاتا اور یہ حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ فقیر کی ایک یہ عرض مبنی بر حق ہے اگر اعتبار نہیں آتا تو لیجئے امام باقر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا ارشاد گرامی جسے یعقوب کلینی نے اُصول کافی صفحہ ۴۸۷ مطبوعہ لکھنو میں لکھا کہ

«««روایت نمبر 1»»»

قال أبو جعفر عليه السلام: ولاية الله أسرها إلى جبرئيل عليه السلام وأسرها جبرئيل إلى محمد صلى الله عليه وآله وأسرها محمد إلى علي وأسرها علي إلى من شاء الله. ثم أنتم تذيعون ذلك۔[36]

امام باقر عَلَیۡہِ السَّلَامُ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ولایت (یعنی مسئلہ امامت) پوشیدہ طور پر خدا نے جبریل عَلَیۡہِ السَّلَامُ سے بیان کیا اور جبریل عَلَیۡہِ السَّلَامُ نے اس کو پوشیدہ طور پر محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے بیان کیا اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی عَلَیۡہِ السَّلَامُ سے اس کو پوشیدہ طور پر بیان کیا مگر تم اس کو مشہور کر رہے ہو۔

36 الكافى الكليني. كتاب الايمان والكفر. باب الكتمان. صفحه 487. المطبع العالى نولكشور

«« فائدہ »» امام باقر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ مسئلہ امامت ایک ایسا راز ہے جس کو خدا نے صرف جبریل عَلَیْہِ السَّلَامُ سے بیان کیا کسی فرشتہ کو بھی اس کی خبر نہ دی اور جبریل نے بھی صرف حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے اس راز کو بیان کیا اور کسی نبی کو اس کی اطلاع نہیں ہونے پائی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی صرف جناب امیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے اس پوشیدہ راز کو بیان کیا۔ فاطمہ اور حسنین کو بھی اس کی خبر نہیں ہونے دی جناب امیر نے البتہ جن کو اہل سمجھا ان سے بیان فرمایا مگر امام باقر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے نااہل شاگردوں نے اس راز کو طشت ازبام کر دیا۔

«« فائدہ »» جب مسئلہ امامت ایسا راز سربستہ تھا تو خدا تعالیٰ قرآن میں اس کو کیسے بیان کرتا لہٰذا قرآن میں صرف رسولوں کے بیان پر قناعت کی گئ۔

«« روایت نمبر 2 »»

اُصول کافی کے اسی باب کی ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔ امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا

مازال سرنا مکتوما حتی صارفي یدي ولد کیسان فتحدثوابه في الطریق وقری السواد۔[37]

ہمارا راز یعنی مسئلہ امامت ہمیشہ پوشیدہ رہا یہاں تک کہ مکر و فریب کی اولاد کے ہاتھوں میں پہونچا اور اُنہوں نے اس کو راستوں میں اور عراق کی بستیوں میں بیان کرنا شروع کر دیا۔

37 الکافی الکلینی. کتاب الایمان والکفر. باب الکتمان. صفحہ 486. المطبع العالی نولکشور

امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے اِس ارشاد سے معلوم ہوا کہ مسئلہ امامت اگلے پیغمبروں کے وقت میں کوئی نہ جانتا تھا۔ رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانہ میں کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ حضرت علی و حسنین اور زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کے زمانہ میں کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی مگر امام موصوف نے اپنے اور اپنے والد کے شاگردوں کو گالی دے کر فرمایا کہ اُنہوں نے اس کا چرچا کر دیا۔

««فائدہ»» کتب شیعہ میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ خاندانِ نبوت کے لوگ بھی اس مسئلہ امامت سے ناواقف ہوتے تھے۔ ائمہ اپنی اولاد سے بھی اس مسئلہ کو پوشیدہ رکھتے تھے حتی کہ جب کوئی امام زادے اس مسئلہ کو سنتے تھے تو بہت تعجب کرتے تھے۔

««روایت نمبر 3»»

اُصول کافی صفحہ ۱۰۰ میں ایک طویل روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدین کے فرزند حضرت زید شہید سے احول نے اس مسئلہ امامت کو بیان کیا تو حضرت زید شہید نے فرمایا کہ اے احول تعجب ہے کہ میرے والد حضرت زین العابدین مجھ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ جب میں ان کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھتا تھا تو لقمے ٹھنڈے کر کے مجھے کھلاتے تھے مگر دوزخ کی آگ کا میرے لئے کچھ خیال نہ کیا کہ دین کی باتیں تجھ کو بتادیں اور مجھے نہ بتائیں۔ اس موقع کا فقرہ یہ ہے کہ

ولم يشفق علي من حر النار، إذا أخبرك بالدين ولم يخبرني به۔[38]

---

38 الکافی الکلینی، کتاب الحجة، باب الاضطرار الی الحجة، صفحہ 101، المطبع العالی نولکشور

ترجمہ: یہ شفقت تھی میرے حال پر تو کیا دوزخ میں جانا برداشت کر لیتے کہ جس امر سے تم کو آگاہ کیا مجھے اس کی خبر نہ دی۔

««فائدہ»» مسئلہ امامت ایک ایساراز ہے کہ خدانے اس کو مخفی رکھا، رسول نے اس کو مخفی رکھا، ائمہ نے اس کو مخفی رکھا لہٰذا قرآن میں اس کی تصریح کس طرح ہوتی شیعہ اگر اس راز کو طشت ازبام نہ کرتے تو آج کسی کو خبر بھی نہ ہوتی۔ مگر بیچارے کیا کرتے گمراہی کی بیماری نے انہیں بے صبر بنادیا۔ مگر یہاں پر ایک عقدہ لاینحل[39] یہ ہے کہ آخر مسئلہ امامت میں کیا بات تھی جو اس طرح پردۂ راز میں رکھا گیا جتنا بھی غور کیا جائے یہ عقدہ حل نہیں ہو سکتا۔

اگر دشمنوں کے خوف سے یہ مسئلہ چھپایا گیا تو کیا توحید کے دشمن نہ تھے، رسالت کے دشمن نہ تھے بلکہ توحید و رسالت کے دشمن تو بہت زیادہ تھے پھر نہ معلوم فرشتوں سے کیا اندیشہ تھا جو سوائے جبریل کے تمام فرشتوں سے بھی یہ مسئلہ چھپایا گیا اور نبیوں سے کیا خطرہ تھا جو سوائے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے اور کسی نبی کو بھی مسئلہ نہ بتایا گیا۔ شاید فرشتوں اور نبیوں سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ اس مسئلہ کو سن کر حسد کریں گے اور نہ معلوم اس حسد کے کیا کیا نتائج نکلیں۔ فرشتوں نے حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَامُ کی خلافت پر اعتراض کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے ائمہ کے نام ساقِ عرش پر دیکھ کر حسد کیا ہی تھا اور اسی حسد کی سزا میں جنت سے نکالے گئے جیسے کتب شیعہ میں مصرح ہے۔

««شیعہ برادری کی طرفداری»»

فقیر اُویسی شیعوں کا حریف سمجھا جاتا ہے لیکن یہاں ان کی طرفداری کرتا ہے اگر وہ قبول کرلیں تو "پانچوں انگلیاں گھی میں" وہ یہ کہ ائمہ کی اطاعت کا حکم جس قرآن میں ہے وہ

39 جو حل نہ ہو سکے، مشکل، پیچیدہ

یہاں نہیں وہ غار سر من میں امام مختفی[40] لئے بیٹھا ہے جب آئے گا تو ساتھ لائے گا اور اس قرآن کو ہم نہیں مانتے کیونکہ اس قرآن میں تحریف ہوگئی۔ اصلی قرآن میں امامت کو بڑے اہتمام سے اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے۔ اس میں بارہ ائمہ کا تذکرہ نام بنام ہے ان کے ایسے خیالات فاسدہ کا بار بار بیان ہوچکا ہے۔ اس لئے اسے اب ہم چھوڑتے ہیں لیکن ناظرین سے سوال کرتے ہیں کہ سوچ کر بتایئے کہ افسانہ نگاری اور شیعہ مذہب کی کارگزاری میں کتنا فرق ہے۔

«سوالات وجوابات»

«سوال» قرآن و سنت ہدایت کے لئے کافی نہیں اس لئے کہ بہت لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن و سنت کے مطالب معلوم کرنے کے لئے کسی بیان کرنے والے کے محتاج ہوں اور وہ غیر معصوم ہو گا تو لا محالہ ان کو غیر معصوم کی اتباع کرنی پڑے گی اور وہی سب خرابیاں لازم آئیں گی جو غیر معصوم کے اتباع میں ہوتی ہیں۔

«جواب» ایسا امر اگر غیر معصوم کا اتباع قرار دیا جائے تو اس سے کسی حال میں مفر نہیں ہوسکتی۔ معصوم کی موجودگی میں یہ کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ معصوم کسی ایک مقام میں ہوں گے اس مقام کے بھی سب لوگ ہر بات میں معصوم کی طرف رجوع نہیں کرسکتے اور دوسرے مقامات کے لوگوں کا ذکر کیا تو لا محالہ ان کو کسی غیر معصوم سے معصوم کے احکام معلوم کرنا پڑیں گے خواہ وہ معصوم کا نائب ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو خلافت بھی حاصل ہوئی پھر بھی وہ کوئی ایسا انتظام نہ کرسکے کہ ہر معاملہ میں لوگ ان سے

40 چھپا ہوا

ہدایت حاصل کر سکتے بلکہ خاص کوفہ میں ان کی طرف سے ایک غیر معصوم قاضی مقرر تھا جو مقدمات کے فیصلے کرتا تھا اور کوفہ سے باہر ان کے نائب تھے جو طرح طرح کی خیانتیں کرتے تھے اور لوگ مجبور تھے کہ انہیں کے احکام پر عمل کریں۔ ائمہ کی موجودگی میں اصحابِ ائمہ میں باہم دینی مسائل میں اختلاف ہوتا تھا اور وہ اختلاف نزاع کی اس حد تک پہونچتا تھا کہ باہم ترکِ کلام و سلام کی نوبت آجاتی تھی اور کسی طرح اس کا تصفیہ نہ ہوتا تھا حتی کہ مجتہدین شیعہ کہتے ہیں کہ اصحابِ ائمہ پر واجب نہ تھا کہ ائمہ سے یقین حاصل کریں بلکہ ائمہ کی موجودگی ہی میں غیر معصوم کی اِتباع برابر جاری تھی اور اب تو کسی شیعہ کو کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ قدرت نے اس طرح ان کے خانہ ساز مسئلہ امامت کو خاک میں ملایا ہے کہ اب بھی کوئی نہ سمجھے تو کس منہ سے خدا کے سامنے جائے گا۔

««جواب 2»» شیعہ معترف ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک معصوم کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں مگر امام حسن عسکری کے بعد جن کی وفات ۲۶۰ ہجری میں ہوئی، آج تک سینکڑوں سال ہوئے کوئی امام معصوم نہیں آیا اور شیعہ غیر معصومین ہی کا اتباع کر رہے ہیں اور روایات ہی پر ان کا بھی عمل ہے۔ اب کوئی کہے کہ غیر معصوم کا اتباع کر کے تم گمراہ ہوئے یا نہیں اور جب روایات ہی پر عمل کرنا ٹھہرا تو رسول خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ کی روایات نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر امام باقر و صادق کی روایات پر عمل کیا جائے اور وہ بھی ان کی روایات نہیں بلکہ شیعہ راویوں کے من گھڑت افسانے ہیں۔

اس کی تفصیل طویل ہے، حضرت علامہ الحاج محمد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ’’تحفہ جعفریہ ‘‘میں بہت کچھ لکھا ہے۔

«««عقیدۂ شیعہ»»»

امام معصوم تو موجود ہیں مگر وہ نظروں سے پوشیدہ ایک غار کے اندر تشریف رکھتے ہیں لیکن جب ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور نہ ان سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے تو ان کا وجود عدم برابر ہے اور پھر اگر ایسا موجود ہونا کافی ہے تو ہمارے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ بھی اپنی قبر اقدس میں موجود ہیں اور ایسی زندگی کے ساتھ اس عالم کی کروڑوں زندگیاں اس پر قربان ہیں۔

«««لطیفہ»»» خدا نے دنیا کا خاتمہ ان بارہویں امام صاحب پر رکھا تھا۔ اس لحاظ سے چوتھی صدی ہجری میں قیامت قائم ہونی ضرور تھی مگر لوگوں کی نافرمانی اور بدکاری کی وجہ سے امام صاحب غائب ہو گئے اور خدا کو ان کی عمر دراز کرنا پڑی اور قیامت کا وقت ٹل گیا۔ اس کا تعلق شیعہ کے عقیدۂ بدا سے ہے۔ بدا و دیگر شیعہ کے عقائد و مسائل کے لئے فقیر کی تصنیف "آئینہ مذہب شیعہ" کا مطالعہ کیجئے۔

فقط و السلام

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۵ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۸۶ء بروز جمعہ مبارک